ابلاغ کا اسلامی تصور اور عہد حاضر کے معاشرتی تقاضے

ڈاکٹر مطیع اللہ باجوہ☆

The Communication plays key and vital role in dissemination of ideas and thoughts that changes the hearts & minds of masses. Human Beings belonging to all territories, location, races & creeds, now a day are surrounded with communicational motives. Islamic concept of privacy, Islamic concept of preaching & Islamic concept of right & wrong provide core principles for mass communication & media. The commandments of shariah are practical & beneficial for all. The article deals with Islamic Concept of communication & implementation in the modern era.

انسانی تہذیب کے مختلف ادوار میں ابلاغ کے مختلف ذرائع رائج رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ زمانے کی ترقی کے ساتھ ابلاغ کے طریقے اور ذرائع میں بھی تغیر پذیری رہی ہے۔۔

اسلام کا نظریہ ابلاغ ایک عالمگیر نظریہ ابلاغ ہے جس میں فرد کی آزادی، معاشرے کی اصلاح وتربیت اور ریاست کے اچھے کاموں پر تحسین اور غلط کاموں پر احتساب وگرفت کی ضمانت دی گئی ہے یہ آفاقی نظریہ درحقیقت قرآنی تعلیمات اور احادیث مبارکہ کی اساس پر قائم کیا گیا ہے۔ اسلام نے فرد، ریاست، اداروں اور ذرائع ابلاغ کو جو ذمہ داریاں اور فرائض سونپے ہیں انہیں ایک مخصوص دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے پورا کرنا، ذرائع ابلاغ کا فرض ہے، اسلامی تعلیمات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست میں آزادی ذرائع ابلاغ نیکی وپاکیزگی کے فروغ کے لیے ہے شرانگیزی اور فتنہ وفساد پھیلانے کے لیے نہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی نظریہ ابلاغ کو مستقل حیثیت سے جدید طریقہ ہائے ابلاغ سے تطبیق دی جائے اور دیگر مروجہ نظریوں کی اثرانگیزی سے محفوظ کیا جائے اور اس کا کھویا ہوا مقام دوبارہ اسے دیا جائے۔ کیونکہ اسلامی نظریۂ ابلاغ کی بنیاد دین اسلام ہے اور دین کے تمام اصولی احکام اور ضوابط مخلوق کی بجائے خالق کائنات کے تخلیق کردہ وارسال کردہ ہیں باالفاظ دیگر قرآن وحدیث کی آفاقی تعلیمات جو زندگی کے جملہ شعبہ جات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ شروع سے آخر تک تمام مراحل زندگی میں مکمل راہنمائی فراہم کرتی ہیں جن سے معاشرہ میں توازن اور اعتدال کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔

ذیل میں اسلامی میڈیا اور اسلامی نظریہ ابلاغ کے بنیادی اصولوں کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ جن کا مقصد مسلم دانشوروں کو یہ باور کرانا ہے کہ عصر حاضر میڈیا کا دور ہے اور ہر تہذیب میڈیا کے ذریعے ہی بقا،

☆لیکچرر شعبۂ اسلامیات، گورنمنٹ کالج گلبرگ، لاہور۔

تحفظ اور ارتقاء کی سرد جنگ لڑ رہی ہے۔ یعنی میڈیا کو عظیم ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ تو اسلامی نظریہ ابلاغ جو ایک آفاقی نظریہ ہونے کے ساتھ ساتھ معتدل، امن پسند اور عالمی قیام امن کا ضامن ہے اس سے اقوام عالم کو روشناس کرا کے دعوت اسلام کی راہ ہموار کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

اسلام نے سب سے پہلے ابلاغ کا تصور پیش کیا، تخلیق آدمؑ کے وقت رب کائنات اور فرشتوں کے درمیان ہونے والا پہلا مکالمہ یعنی

﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾(۱)

"(اور جب کہا تمہارے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

ابلاغ کی پہلی صورت تھی، پھر جب سیدنا آدمؑ نے اللہ کے حکم سب سے اشیاء کے نام بتائے تو گویا یہ سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف سے پہلے انسانی ابلاغ کا آغاز تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا تو مقصد یہ تھا کہ یہ میری بندگی کرے گا اور میرا پیغام دوسری مخلوق تک پہنچائے گا۔ اسی طرح دنیا کے پہلے انسان کو سب سے پہلے ابلاغ کا فریضہ ہی سپرد کیا گیا۔ بعد میں آنے والے تمام انبیاء کرام اور پھر نبی آخر الزمان پیغمبر اعظم کی ذمہ داری بھی خدا کی طرف سے یہی تھی کہ وہ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (۲)

"اے رسول پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل ہوا ہے۔"

پروفیسر مہدی حسن لکھتے ہیں:

"اسلام کے نظریہ ابلاغ کی ابتداء تخلیق آدم کے عقیدے کے مطابق آدم کی فرشتوں کے مقابلے میں فہم و فراست اور دانش کا علم بردار ہونے سے ہوتی ہے۔ انسان اپنی اس فہم و فراست اور ادراک و شعور کی دولت سے بہرہ ور ہونے کی بدولت مسجود ملائک ٹھہرا تھا۔"(۳)

اسلام نے جو نظریہ ابلاغ فراہم کیا ہے وہ تاریخی و علمی اور اخلاقی لحاظ سے مضبوط بنیادوں پر قائم ہے، اس نظریے میں حاکمیت اعلیٰ کا تحفظ، احترام آدمیت کی تلقین، خبر رسانی میں خیر و صداقت کے فروغ، جھوٹ و بد دیانتی کی ممانعت، نجی زندگی کا تحفظ، نیکی کی تبلیغ، برائی کی روک تھام اور آزادی اظہار رائے کی نہ صرف ضمانت

دی گئی ہے بلکہ اس حق کو فریضہ کے طور پر استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلامی نظریے کے مطابق برائی کو پھیلانا اور لوگوں کی عیب جوئی کرنا منع ہے، لہٰذا اسلامی نظریہ ابلاغ آزادی، نیکی کی تلقین، بھلائی کو پھیلانے اور صداقت کا بول بالا کرنے سے مشروط ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾(۴)

''بیٹا نماز قائم کرو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو تکلیف تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو۔ بے شک یہ بڑے اونچے کام ہیں۔''

اسلامی نظریہ ابلاغ مغربی نظریے سے مختلف ہے جس میں عوام کو اچھی اور بری ہر قسم کی اطلاع دینے اور اطلاعات حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ تاہم اسلامی نظریہ ابلاغ کے مطابق عوام الناس تک وہی اطلاعات پہنچنی چاہئیں جو انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں۔ اطلاعات کا تعلق علم و آگہی سے ہے اس لیے اطلاعات کو بھی علم ہی کی طرح روشنی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اسلام کے ذریعے سب سے بہتر اطلاعات اللہ تعالیٰ کے نبیؐ نے لوگوں کو اس وقت بہم پہنچائیں جب انہیں کفر اور لاعلمی کے اندھیروں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچاننے اور اپنی زندگیوں کو دنیا اور آخرت کے لیے خوشگوار بنانے کا علم دیا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾(۵)

''اور یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم زمین پر قوت بخشیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور واقعات کے نتائج مرتب کرنے والا اللہ ہی ہے۔''

اسلامی نظریہ ابلاغ میں آزادی اظہار کا حق کئی شرائط کے تابع ہے یہ ایک دوسرے کو بدنام کرنے، ایک دوسرے کی تحقیر کرنے والے نام لے کر توہین کرنے، غیبت کرنے، ایک دوسرے کی خلوت کی جاسوسی کرنے یا جھوٹ بولنے اور جھوٹی شہادت دینے سے سختی سے منع کرتا ہے۔ کوئی شخص سنی سنائی بات پر تصدیق کیے بغیر عمل نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾(۶)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (بدکردار، غیر ذمہ شخص) کوئی (اہم) خبر لے آئے تو اس کی خوب تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی میں ضرر پہنچاؤ پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔''

اسلامی نظریہ ابلاغ کے اہم نکات

اسلامی نظریہ ابلاغ وسیع تر انسانیت کے مفاد و مصالح کا محافظ، امن و سلامتی اور معاشرہ انسانی کے شیرازہ کو یکجا کرنا اس کا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ صحیفۂ آسمانی (قرآن مجید) کے پیش کردہ لازوال وابدی حقائق اور فطرت اور عدل وانصاف پر مبنی تعلیمات، روشن وتابناک شاہراہ حیات کی طرف ہمیشہ راہنمائی کرتا ہے اس کی بنیادی خصوصیت تعمیر ہے نہ کہ تخریب، معاشرہ کو برائیوں سے محفوظ رکھنا ہے نہ کہ اس کو بے یقینی وانتشار کی راہ پر ڈالنا، تقویٰ اور خیر کا وہ داعی ہوتا ہے۔ لوگوں کی عزت کے درپے نہیں ہوتا، ان کی پردہ داری، ان کے حقوق کو غصب نہ کرنا، نہ معصوم و بے گناہ انسانوں کی عزتوں سے کھیلنا اس کا شیوہ اور نہ پستیوں اور ذلتوں کے کیچڑ میں اترنا اس کا وطیرہ ہے۔ اس عقیدے کی بنیاد قرآن مجید کی یہ آیتیں ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(۷)

''جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

اسلامی نظریہ ابلاغ (میڈیا) ہر فضیحت و رسوائی کے پیچھے نہیں دوڑتا تا کہ سنسنی خیز اور ہیجان انگیز شاہ سرخیوں کے ذریعے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے اور نہ ہی بغیر کسی تحقیق کے صرف افواہوں کی بنیاد پر ہر فاسق وفاجر کی خبریں نشر کرتا ہے، وہ کسی خبر کی اشاعت سے پہلے ہر طرح چھان پھٹک کر یہ دیکھ لیتا ہے کہ فرد اور معاشرہ پر اس کے عواقب ونتائج کیا مرتب ہوں گے جو لوگ اخلاقی اقدار سے کھیلتے اور بیہودگیوں اور برائیوں کی سرپرستی کرتے اور نوجوانوں کے سامنے برائیوں کو اچھا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہوتا، تفریحی پروگرامز، بے مقصد خبروں، فضول بحثوں اور لچر مقالات ومضامین کی اشاعت، مبالغہ آمیز خبروں، سنسنی خیز کہانیوں جنسی وسفلی جذبات کو بھڑکانے والی تصاویر اور مضامین وہ شائع نہیں کرتا ہے

اور نہ ہی عوام وخواص، مرد و عورتوں کے جذبات اور عقلوں سے کھیلنا پسند کرتا ہے۔ اسلامی نظریہ ابلاغ (میڈیا) کا بنیادی مقصد افراد کی اصلاح اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اسلام کے نظریہ ابلاغ کی بنیاد امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مرکزی تصور پر ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾(۸)

''دنیا میں بہترین گروہ تم ہی ہو، جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے اٹھایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

برائی کے خلاف جہاد ایمان کا تقاضا ہے رسول کریمؐ نے فرمایا:

((من رأى منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان))(۹)

''تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے اسے طاقت سے بدل ڈالے، اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو زبان سے (اس کے خلاف) جہاد کرے، اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو کم از کم دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

محمد صلاح الدین لکھتے ہیں:

''ذریعہ ابلاغ تقریر ہو یا گفتگو یا محض اشارہ یا کنایہ یا آلہ اظہار زبان ہو یا قلم، کیمرہ ہو یا برش، مجسمہ سازی ہو یا نقش نگاری، مائیکروفون، گراموفون، ٹیپ ریکارڈر اور ٹی وی ہو یا وی سی آر.....ان سب کا مقصد خیر کو پھیلانا ہے۔ زمان و مکان کی حدود سے ذرائع ابلاغ کی شکل و صورت ان کے دائرہ اثر کی وسعت اور ان کی فنی خصوصیات میں فرق واقع ہو سکتا ہے لیکن ان میں سے کسی کا استعمال امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی پابندی سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔''(۱۰)

درحقیقت ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' مسلمانوں کا مقصد حیات رہا ہے اور مسلمانوں کی تاریخ کے روشن باب اسی فریضہ کی ادائیگی سے بھرے پڑے ہیں۔ اسلامی نظریہ ابلاغ کے ذرائع ابلاغ کی بنیادی پالیسی

اسی ''حکم'' کے تابع رہتی ہے۔

احترام انسانیت کی تلقین

اسلامی معاشرے کے لیے سرچشمہ ہدایت وراہنمائی قرآن وحدیث ہیں، چنانچہ ذرائع ابلاغ کی پالیسی انھی تعلیمات کی روشنی میں مرتب ہوگی چونکہ اسلام انسانیت کی ہدایت وراہنمائی کے لیے آیا ہے اسی لیے اسلام کے نظریہ ابلاغ میں شرف انسانیت کی عظمت واحترام کو خصوصی درجہ حاصل ہے اور حقوق العباد کو بلند درجہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کی غیبت سے گریز کریں، تجسس وبدگمانی اور دوسروں کی ٹوہ لگانے سے باز رہیں، بلا تحقیق بات مت پھیلائیں، اظہار خیال میں نرمی وشائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، پاک دامن عورتوں پر تہمت والزام لگانے والوں کو دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

اسلام نے تنقید واحتساب کی نہ صرف آزادی دی بلکہ حوصلہ افزائی بھی کی ہے تاکہ کوئی برائی معاشرے میں کوئی راہ نہ پاسکے اور بروقت اس کی اصلاح ہوسکے۔ چنانچہ ایک اسلامی حکومت میں ذرائع ابلاغ مغربی معاشرے کی طرح مادر پدر آزاد نہیں ہوتے بلکہ انھیں بھی انھی اصولوں کی پابندی کرنی ہوتی ہے جس کی پابندی دیگر افراد جماعتیں یا اداروں پر لازم ہوتی ہے۔ اس نظریہ ابلاغ میں ذرائع ابلاغ جھوٹے پروپیگنڈے، عریانی وفحاشی کی اشاعت، ظلم وتشدد اور جرائم پر مبنی خبروں کی بھرمار، رنگ ونسل، علاقائیت، قومیت پرستی اور لسانیت کی عصبیت پھیلانے اور لادینی نظریات کی اشاعت کا باعث نہیں بنتے۔

عابد مسعود تہامی لکھتے ہیں:

> ''آزادئ اظہار کا حق کئی شرائط کے تابع ہے ایک دوسرے کو بدنام کرنے، ایک دوسرے کی تحقیر کرنے والے نام لے کر توہین کرنے، غیبت کرنے، ایک دوسرے کی خلوت کی جاسوسی کرنے یا جھوٹ بولنے اور جھوٹی شہادت دینے سے اجتناب کرنا چاہیے، کوئی شخص سنی سنائی بات پر تصدیق کیے بغیر اس پر عمل نہیں کرسکتا۔''(۱۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾(۱۲)

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق (بدکردار) تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو پہلے تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچادو، پھر تم اپنے کیے پر

پچھتانے لگو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إیاکم والظن فإن الظن اکذب الحدیث))(۱۳)

”اپنے آپ کو بدگمانیوں سے بچاؤ اس لیے کہ بدگمانی کے ساتھ جو بات کی جائے گی وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوگی۔“

اسلامی نظریہ ابلاغ میں شخصی آزادی کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ عدل وانصاف، محبت واخوت اور نیکی و بھلائی کی فضاء پیدا ہو۔ اس بارے پروفیسر زکریا ساجد لکھتے ہیں:

”صحافت کے لیے خود احتسابی ہی بہترین طریقہ اصلاح ہے اور ایک ایسے معاشرے میں جو اللہ کے سامنے جواب دہی کے عقیدے پر کاربند ہو یہ فریضہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔“(۱۴)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾(۱۵)

”جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾(۱۶)

”فحش باتوں کے قریب بھی مت پھٹکو خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی ہوئی۔“

تمام مفسرین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ فواحش کا اطلاق ان تمام افعال پر ہوتا ہے جن کا انتہائی قبیح ہونا ہر شخص پر فطرتاً واضح ہے جن کی برائی اور قباحت وخباثت انسانی ضمیر پر کھلی ہوئی ہو۔

اسلام چونکہ ایک پاکیزہ اور صالح معاشرے کا قیام چاہتا ہے اس لیے ذرائع ابلاغ کو ان اعلیٰ اخلاقی حدود وضوابط کا پابند کرتا ہے جو قرآن وسنت میں بیان کیے گئے ہیں۔ چنانچہ اسلام عریانی وفحاشی اور بے حیائی کے نتیجے میں جنسی بے راہ روی روکنے کے لیے ذرائع ابلاغ کو واضح ہدایت دیتا ہے۔ اسلام ذرائع ابلاغ کو یہ ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ آزادی کے نام پر فحش مکالمے، عریاں مناظر اور حیاسوز حرکات پیش کریں فلموں،

ڈراموں میں شرم وحیاء کے تقدس کو پامال کریں، فحش موسیقی، چھل بازیاں، موسم کی رنگینی کے معنی خیز تذکرے اور اختلاط مرد وزن کی محافل بڑھ چڑھ کر پیش کریں۔ اسلامی نظریہ ابلاغ میں ذرائع ابلاغ کو مغربی معاشرے کی طرح عورتوں کا ''سن باتھ'' مقابلہ حسن، فری میوزیکل شو، میرا تھن اور بچے کی پیدائش تک کے مراحل ناظرین کو دکھانے کی ''آزادی'' نہیں ہے۔ اسلامی نظریہ ابلاغ کے ذرائع شرم وحیاء کی حدود کے پاسبان ہوتے ہیں انہیں رشتوں کی نزاکت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ ایسے مناظر پیش نہیں کرتے جن کو دیکھ کر گھر کے افراد یعنی باپ بیٹی سے، بہن بھائی سے اور بیٹا ماں سے آنکھیں چرانے لگے۔

نصیحت کا عنصر

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ﴾(۱۷)

''ان سے تعرض مت کرو انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔''

اسلامی نظام حکومت کے تحت کام کرنے والے تمام ذرائع ابلاغ کی اہم ذمہ داری ہے۔ ذرائع ابلاغ سے پیش کیا جانے والا ہر پروگرام نظریاتی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو اور اس کا مقصد عوام الناس کی راہنمائی اور اصلاح کرنا ہو۔

اظہار خیال میں شائستگی

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾(۱۸)

''اور ان کے ساتھ بھلی (اچھی) بات کرو۔''

چنانچہ ضروری ہے کہ سخت مخالفت کے باوجود بھی اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور اپنی بات پوری خیرخواہی اور متانت وسنجیدگی سے کی جائے۔ ہٹ دھرمی اور حجت بازی سے گریز کیا جائے۔ سخت بات کہنے اور گالی کے جواب میں گالی دینے کی بجائے نرم خوئی اور سلیقے اور شائستگی سے بات کی جائے۔

قرآن حکیم ہمیں یہ ہدایت دیتا ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴾(۱۹)

''اے نبی نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے

اعراض برتو (یعنی مت الجھو۔)''

تحریف کی ممانعت

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا﴾(۲۰)

''جو لوگ ہماری آیات کو الٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔''

تحریف کا اطلاق اصل عبارت کے الفاظ میں رد و بدل کرنے یا تشریح سے اسے کچھ سے کچھ بنا دینے پر ہوتا ہے۔ اسلام ذرائع ابلاغ کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ سچ اور جھوٹ کی آمیزش نہ کی جائے لوگوں کے بیانات اور انٹرویوز توڑ مروڑ کر نہ پیش کیے جائیں یا اخباری و شخصی بیانات کی قطع برید اس انداز میں نہ کی جائے کہ ان کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو جائے بلکہ تمام اطلاعات صاف اور واضح انداز میں پیش کی جائیں۔

دل آزاری سے گریز

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾(۲۱)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔''

اسلامی نظریہ ابلاغ میں ایک دوسرے کی دل آزاری، ایک دوسرے کی عزت پر حملہ، طعن و تشنیع اور برے القاب رکھنے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ ذرائع ابلاغ کو چاہیے کہ وہ طنز کرنے، الزام دھرنے، پھبتی کسنے اور عیب چینی سے گریز کریں تاکہ مسلم معاشرے میں محاذ آرائی کی صورت حال پیدا نہ ہو اسی طرح غیر مسلموں کی مذہبی دل آزاری کی بھی ممانعت کی گئی ہے۔

اخفائے شہادت کی ممانعت

اس بارے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَ مَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾(۲۲)

''اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ، جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

اسلام ذرائع ابلاغ کے لیے یہ معلومات فراہم کرتا ہے کہ وہ لالچ، خوف یا دباؤ کی وجہ سے حق کو نہ چھپائیں بلکہ ہر دباؤ اور مصلحت سے بے نیاز ہو کر سچائی کا بول بالا کریں تاکہ معاشرے میں برائیوں کے خلاف آواز اٹھانے کی جرات پیدا ہو۔

جھوٹ اور افواہوں سے گریز

موجودہ زمانہ میں ذرائع ابلاغ کو جھوٹ، پروپیگنڈے کے فروغ اور افواہیں پھیلانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کے منافی حرکت ہے۔ معاشرے میں افواہوں اور دروغ گوئی کے فروغ سے معاشرہ اندر سے کمزور اور کھوکھلا ہو جاتا ہے لوگوں میں بداعتمادی اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی لکھتے ہیں:

''افواہیں خواہ حکومت کے خلاف ہوں، یا کسی ادارے کے، جماعت مسلمین کے کسی فرد کے خلاف ہوں یا امت مسلمہ کے کسی طبقے کے خلاف، یہ ہر حالت میں قابل مذمت ہیں۔ تاریخ میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ چند افراد کی پھیلائی ہوئی باتیں پوری قوم کے لیے شرمندگی اور پریشانی کا باعث بن گئیں اور اس کے سنگین نتائج آنے والی نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے۔''(۲۳)

خواتین کے معاملے میں خصوصی احتیاط

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾(۲۴)

''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔''

اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(۲۵)

''جو لوگ پاک دامن، بے خبر، مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

یوں تو اسلام نے ترسیل اطلاعات کے دوران تحقیق کی ضرورت پر زور دیا ہے لیکن خواتین کے بارے خبروں اور تصاویر کی اشاعت کے سلسلے میں خصوصی احتیاط کی تلقین کی گئی ہے تاکہ پوشیدہ گناہوں کی تشہیر اور ناجائز تعلقات کے چرچے نہ ہونے پائیں کیونکہ کسی خاتون کا نام یا تصویر اخبار میں چھپنے سے تمام خاندان اور رشتہ دار رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس طرح ذرائع ابلاغ معاشرے میں انتشار کا باعث بنتے ہیں۔

امت مسلمہ میں اخوت و یکجہتی کا قیام

اسلامی نظریہ ابلاغ میں نہ صرف افراد، قوم بلکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی ممالک کے درمیان اخوت و یکجہتی پیدا کرنے کی سعی کی جاتی ہے کیونکہ مسلمان خواہ کسی بھی علاقے اور رنگ و نسل کے ہوں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾(۲۶)

''بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اسی طرح رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

((ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادّهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضو تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى.))(۲۷)

''مومنوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت، رحم اور ہمدردی کرنے میں ایسی ہے جیسے ایک جسم کی کیفیت ہوتی ہے کہ جب اس کا عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم بیمار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

ڈاکٹر لیاقت علی نیازی لکھتے ہیں:

''اسلامی پریس کا ایک اور مقصد یہ ہے کہ اتحاد بین المسلمین کو بڑھایا جائے تاکہ

مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا کیا جاسکے اور پریس کا زیادہ تر رول یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کے ممالک میں اور مسلمانوں کے دلوں میں اخوت کا جذبہ ابھارا جائے۔" (۲۸)

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظریہ آزادانہ، مقتدرانہ اور اشتراکیت کے نظریہ ہائے ابلاغ سے مختلف ہے۔ مغربی نظریہ ابلاغ میں عوام کو ہر اچھی اور بری خبر فراہم کرنے کی آزادی ہے۔ خواہ اس کے کیسے ہی اثرات معاشرہ پر پڑتے ہوں لیکن اسلامی نظریہ ابلاغ میں لوگوں کو وہی اطلاعات اور خبریں پہنچنی چاہئیں جو ان کے لیے سود مند ہوں، با مقصد ہوں اور جو عوام کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے کر آئیں۔ اسلامی نظریہ ابلاغ نہ صرف حقائق کی تلاش اور فراہمی اطلاعات کا فریضہ سرانجام دیتا ہے بلکہ ذرائع ابلاغ سے عوام کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا اہتمام بھی کرتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلم دانشور، علماء راسخین و صالحین، جدید ٹیکنالوجی کے ماہرین اور جدید علوم سے آراستہ قابل افرادی قوت کے باہمی ارتباط سے دعوت کے فریضہ کو سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ یہ امت مسلمہ پر فرض بھی ہے اور قرض بھی۔

عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے عین مطابق ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سیلاب بے حیائی کے آگے بند باندھا جائے۔ من حیث القوم اجتماعی سوچ کے زاویہ سے متفقہ لائحہ عمل طے کر کے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوا جائے اور ان سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ہم عمل پیرا بھی ہوں۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) البقرۃ۲: ۳۰ (۲) المآئدۃ۵: ٦٧

(۳) پروفیسر مہدی حسن، جدید ابلاغ عام، ص ۲۲۴، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء

(٤) لقمٰن۳۱: ۱۷ (٥) الحج۲۲: ٤١

(٦) الحجرات٤٩: ٦ (٧) الزمر۳۹: ۳۳

(٨) آل عمران۳: ۱۱۰

(٩) مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح لمسلم، رقم الحدیث ٧٨، دار السلام للنشر و التوزیع، الریاض، ۱۹۹۹م۔

(۱۰) محمد صلاح الدین، اسلامی ریاست میں ذرائع ابلاغ کا کردار (مقالہ) ص ۱۴، مطبوعہ ہفت روزہ تکبیر،

کراچی، ۱۸ اپریل ۱۹۹۱ء

(۱۱) عابد مسعود تہامی، جرنلزم، ص۴۸، تنظیم اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۸ء

(۱۲) الحجرات ۴۹:۶

(۱۳) ابو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، رقم الحديث ٦٠٦٤، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، ١٩٩٩ء

(۱۴) طاہر مسعود، صحافت اور تشدد، ص۱۶۱، المنائی ایسوسی ایشن، کراچی یونیورسٹی، ۱۹۹۴ء

(۱۵) النور۲۴:۱۹　　(۱۶) الانعام۶:۱۵۱

(۱۷) النسآء۴:۶۳　　(۱۸) النساء ۴:۸

(۱۹) الاعراف۷:۱۹۹　　(۲۰) حم السجدة۴۱:۴۰

(۲۱) الحجرات۴۹:۱۱　　(۲۲) البقرة۲:۲۸۳

(۲۳) ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی، افواہیں اور ان کے مہلک اثرات، ص۹۷، دعوۃ اکیڈمی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء

(۲۴) النور۲۴:۴　　(۲۵) النور۲۴:۲۳　　(۲۶) الحجرات۴۹:۱۰

(۲۷) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث ۶۰۱۱، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء؛ مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح لمسلم، رقم الحدیث ۶۵۸۵، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء

(۲۸) ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی، اسلام میں صحافت کا تصور، روزنامہ مشرق، پشاور، ۷ نومبر ۱۹۱۹ء

☆☆☆☆☆